Volume 03, Issue 01,
January-March 2025
PP: 64-76
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

قرآن میں مذکور حقوق مصطفیٰ ﷺ کے عملی پہلو

(اطاعت نبوی اور تعظیم و تکریم) کا مطالعاتی جائزہ

An Analytical Study of the Practical Aspects of the Rights of Prophet Muhammad (PBUH) Mentioned in the Quran:

"Obedience, Reverence, and Honor"

Dr. Farida Kakar[1], Dr. Naseem Akhter[2]

Article History

Received
05-01-2025

Accepted
28-01-2025

Published
06-02-2025

Indexing

WORLD of JOURNALS
ASIAN Research Index
DORA
اردو جرائد
ACADEMIA
Google Scholar
EuroPub
REVIEWER CREDITS

Abstract

Prophet Muḥammad (PBUH) is the final prophet and messenger of Allah, entrusted with the divine mission of guiding humanity, just as the previous prophets were. In fulfilling this sacred duty, he endured immense hardships, demonstrated unparalleled patience, and dedicated his entire life to conveying the message of Islam. His sacrifices and unwavering commitment to this mission exemplify his extraordinary role as the leader of the Ummah. After completing his prophetic mission, he entrusted his followers with the responsibility of continuing the propagation of Islam and upholding his teachings. Given his unparalleled contributions and sacrifices, Prophet Muḥammad (PBUH) has certain rights upon his followers, which they are obligated to fulfill. These rights are not merely theoretical but have practical implications, as outlined in the Qur'ān. Among these, two fundamental aspects are obedience (ṭā'at) and reverence (ta'zīm wa takrīm). The Qur'ān repeatedly emphasizes the necessity of following the Prophet's commands, showing deep respect for his status, and adhering to his Sunnah.

This research aims to provide an in-depth analysis of the practical dimensions of the rights of Prophet Muḥammad (PBUH) as prescribed in the Qur'ān. By examining obedience and reverence from a Qur'ānic perspective, this study seeks to enhance awareness among Muslims regarding their responsibilities towards the Prophet (PBUH). Understanding and implementing these aspects in daily life not only strengthens one's faith but also ensures adherence to the true essence of Islamic teachings.

Keywords

Prophet Muḥammad, Qur'ānic Teachings, Obedience (ṭā'at), Reverence (ta'zīm wa takrīm), Prophetic Rights, Islamic Obligations, Sunnah, Prophetic Mission, Ummah Responsibilities, Islamic Jurisprudence.

[1] Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadar Khan Women's University, Quetta, Baluchistan. faridakakar5@gmail.com
[2] Associate Professor, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar. khtr_nsm@yahoo.com

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development
ROAD DIRECTORY OF OPEN ACCESS SCHOLARLY RESOURCES
OPEN ACCESS

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہر نبی کا کام چونکہ دعوت و تبلیغ دینا ہوتا ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی چالیس سال کی عمر میں یہ کام شروع کیا اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے آپ نے انتھک کوششیں کیں، حتیٰ کہ ہجرت کر کے اپنوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں اور اس طرح اپنی ذمہ داری پورا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد اللہ پاک نے ہم سب پر آپ ﷺ کے کچھ حقوق عائد کئے ہیں جن کا پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ یہاں پہ ان عملی حقوق کا تذکرہ کیا جارہا ہے جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ وہ حقوق مندرجہ ذیل ہیں:۔

اطاعت نبوی:

اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ[1]

رسول پاک ﷺ کا ایک حق ان کی اطاعت ہے کہ آپ ﷺ کا ہر حکم مان کر اسے بجالائیں، جس چیز کا فیصلہ فرمائیں اسے قبول کریں اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جائیں۔ آپ ﷺ کی سیرت اور سنت پر عمل کرنا دین اسلام کا تقاضا اور حکم الٰہی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ صحابہ کرامؓ زندگی کے ہر میدان اور ہر لمحے آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلے ہیں۔

اطاعت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

لفظ "اطاعت" اطاع، یطیع، اطاعۃ سے باب افعال کا مصدر ہے، جس کے معنی فرمانبرداری اور تابعداری کے ہیں۔ ابن منظور کے نزدیک اطاعت کا لغوی مفہوم یہ ہے:

وقد طاع له يطوع اذا انقاد له بغير اف فاذا معنى لامره فقد اطاع[2]

طاع لہ یطوع کا معنی ہے کہ کسی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اور جب کوئی کسی کے حکم کی تعمیل کرے تو کہتے ہیں کہ اس نے اس کی اطاعت کی ہے۔

اسی لفظ کا اصطلاحی معنی یوں بیان کیا گیا ہے:

من اتى بمثل فعل الغير على قصد اعظامه فهو مطيع له[3]

جب کوئی شخص کسی دوسرے کی عزت و احترام کے باعث بعینہٖ اس کے فعل کی طرح کوئی فعل کرے تو کہتے ہیں کہ یہ شخص فلاں شخص کا مطیع ہے ۔

اس سے واضح ہوا کہ اطاعت کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ کسی کی محبت اور تعظیم کے سبب اس کی پیروی کرنا۔

چونکہ ہر پیغمبر اس لیے مبعوث کیا گیا کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کی رہنمائی میں چلا جائے، ان کے طریقے کو اپنا کر ہر سنت پر عمل کیا جائے۔ محمد ﷺ چونکہ آخری نبی ہیں اس لئے اللہ نے ان کی اطاعت کو لازمی قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں اکثر اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو ضروری ٹھہرایا گیا ہے اور کہیں صرف رسول کی اطاعت و پیروی کا حکم ہے کیونکہ رسول کی اطاعت میں دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔ قرآن مجید میں 16 مقامات پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ اطاعت رسول کا حکم دیا گیا ہے۔ اطاعت رسول ایمان کے اجزاء میں سے ہیں، ایمان کا پہلا جزو خدائے تعالیٰ کا وجود، اس کی وحدانیت اور اس کی بندگی اور اطاعت کا اقرار ہے اور دوسرا جزو رسول اللہ ﷺ کی تصدیق اور ان کی اطاعت ہے۔[4]

سورۃ النساء میں فرمایا:

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ [5]

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

یعنی "رسول" اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے جو انسانوں تک پیامِ الٰہی پہنچاتا ہے۔ دراصل اللہ کا حکم انسانوں تک براہِ راست نازل نہیں ہوتا، لہٰذا "اَطِيْعُوااللّٰه" پر عمل اس وقت ممکن ہوتا ہے جب "اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ" پر عمل کرے۔ تو معلوم ہوا کہ اطاعت اصل میں اللہ کی ہے اور اطاعت رسول بھی درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ اسی سورۂ مبارکہ میں رب العزت آگے فرماتے ہیں:

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ [6]

جو رسول کی اطاعت کرے اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔

دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم دینے کے لیے ہمارے پاس خود نہیں آتے، انہوں نے اپنے احکام لوگوں تک پہنچانے کے لیے انبیاء ورسل علیہم السلام کو ذریعہ بنایا ہے، لہٰذا اب خدا کی اطاعت کا ذریعہ بھی رسول کی اطاعت ہے۔ امام بغوی اس آیت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قوله تعالیٰ مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ و ذلک ان النبی ﷺکان یقول من اطاعنی فقد اطاع اللہ فقال بعض المنافقین : مایرید هذا الرجل الا ان تتخذه ربا کما اتخذت النصاری عیسی ابن مریم ربا فانزل اللہ تعالیٰ مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ [7]

اسی بات کو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا:

مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ [8]

جس نے میری اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَ مَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ [9]

اور جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکے اس سے باز آؤ اور اللہ سے ڈرو بیشک وہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی مطلق اطاعت اور اتباع کرنے کا حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ جس کام کے کرنے کا حکم دیں اس پر عمل کرنا لازمی ہے اور جس سے منع کریں اس سے رک جائیں۔ اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی لکھتے ہیں:

یہ آیت کریمہ اس چیز کو واجب کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو حکم دیا وہ اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے، یہ آیت کریمہ اگرچہ غنائم کے بارے میں ہے تاہم اس میں آپ ﷺ کے سب اوامر و نواہی شامل ہیں۔ حکم بن عمیر جنہیں حضور ﷺ سے محبت کا شرف حاصل ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بیشک یہ قرآن مشکل ہے اور جو اسے چھوڑے اسے تنگی میں مبتلا کرنے والا ہے۔ لیکن اس پر آسان ہے جو اس کی اتباع کرنے والا ہے اور میری حدیث بھی مشکل اور مشقت میں ڈالنے والی ہے اور وہ حکم و فیصل ہے۔ جو میری حدیث کے ساتھ وابستہ ہو جائے گا اور اس کی حفاظت کرے گا وہ قرآن کریم کے ساتھ نجات پائے گا اور جو قرآن کریم اور میری حدیث کے ساتھ سستی کا معاملہ کرے گا وہ دنیا اور آخرت میں ذلیل ہو جائے گا۔ تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ تم میری بات کو لو میرے حکم کو کافی جانو اور میری سنت کی پیروی کرو۔ جو میری سنت سے راضی ہوا وہ قرآن کریم سے راضی ہوا اور جس نے میرے فرمان کا تمسخر اُڑایا اس نے قرآن مجید کا تمسخر اڑایا۔ [10]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لایؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعالما جئت بہ[11]

یہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح میں "شرح السُنۃ" کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد جب تک ان تمام احکام کو دل سے تسلیم نہیں کیا جاتا جو رسول اللہ ﷺ نے قرآن و سنت کے ذریعے سے پیش فرمائے ہیں اور جب تک اپنے نفس کی خواہشات پاؤں تلے دبا نہ دے، تب تک ایمان کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ رسول خدا کی کامل اطاعت ایمان بالرسالت کی لازمی شرط ہے۔اطاعت رسول کے حوالے سے سورۃ نساء کی یہ آیت بھی بیان کی جارہی ہے:

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیۡتَ وَ یُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا[12]

پس نہیں تیرے رب کی قسم یہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ وہ باہمی جھگڑوں میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر آپ جو فیصلہ کریں وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور وہ اچھی طرح تسلیم کریں۔

یہ آیتِ مبارکہ حضور ﷺ کی اطاعت واجب ہونے کی قطعی دلیل ہے۔اس سے یہ مراد نہیں کہ یہ رسول صرف زبانی اقرار کے لئے بھیجا گیا بلکہ انہیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ اس کی مکمل طور پر اطاعت کی جائے اور یہ جو فیصلہ کرے اسی پر عمل کیا جائے اور ان کی موجودگی میں کسی اور کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں، تمام جملہ احکام کی تعمیل کی جائے، اس کی سنتوں اور باتوں کو اپنی زندگی میں لائے اور ان کے نقش قدم پر چلے، ان سے عقیدت مندی رکھے، ان کی عزت کرے۔ان کی اطاعت کے بغیر ہر مسلمان کا ایمان صرف زبانی دعویٰ ہے اور اس طرح کا ایمان اللہ کے ہاں معتبر نہیں ہوتا کیونکہ حقیقی اور معتبر ایمان وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول کی بھی اطاعت کرے۔اس آیت میں مزید یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کسی نے نبی کا فیصلہ مان کر ظاہری طور پر تو اطاعت کرلی مگر دل میں تنگی محسوس ہوئی تو یہ کیفیت بھی ایمان کے منافی ہے۔اس ضمن میں ایک جامع حدیث مبارکہ یہاں پیش کی جارہی ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ:مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى[13]

ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! انکار کون کرے گا؟

فرمایا: جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد الٰہی ہے:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ[14]

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تمہارے اولی الامر کی بھی۔

یہاں اللہ کے بعد رسول ﷺ کے ساتھ بھی "اَطِیۡعُوا" کے لفظ کو دہرایا گیا ہے، لیکن اولی الامر کے لیے لفظ "اَطِیۡعُوا" نہیں دہرایا گیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کی اطاعت بھی اپنی جگہ مستقل بالذات اطاعت ہے اور ان کی ذمہ داری صرف اللہ کے حکم کو پہنچا دینا ہی نہیں ہے۔

اطاعت نبوی کی اہمیت:

قرآن مجید میں اطاعت نہ کرنے والوں کو گمراہ کہا گیا ہے اور اطاعت رسول کو ہدایت کا ذریعہ کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت راہ راست دکھاتی ہے اور دنیاو آخرت کی کامیابی نصیب ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ [15]

کہہ دو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اگر تم پھر گئے تو جو رسول کے ذمہ ہے اس کی جواب دہی اس کے سر ہے اور جو ذمہ تمہارا ہے اس کے لئے تم جوابدہ ہو اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول پر کوئی ذمہ نہیں، سوائے اس کے کہ وہ صاف صاف پہنچا دے۔

آپ ﷺ کی پیروی سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے "وَاَطِيعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ"[16] یعنی اطاعت رسول رحمت کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ [17]

اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحمت فرمائے گا اور بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اسی طرح اطاعت رسول کو قرآن مجید میں کامیابی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ [18]

اور جو اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اللہ سے ڈرے اور پرہیز گاری کرے پس یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اسی طرح حضور ﷺ کی اطاعت کے بدلے میں اللہ رب العزت آخرت کے دن مطیع کی بخشش کرتا ہے اور فرمانبرداروں کو بڑی بڑی کامیابیوں سے نوازتا ہے اور جنتوں میں اعلیٰ درجات پر فائز کر دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا) [19]

اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے پس وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہی بہت اچھے ساتھی ہیں۔

اس آیت میں اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ذکر ہے اور ان فرمانبرداروں کے عظیم مرتبہ کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ فرمانبرداری کا صلہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو آخرت میں حضرات انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت حاصل ہو گی۔

صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کو آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت تھی اور آپ ﷺ کی زیارت کے بغیر صبر نہیں کر سکتے تھے، ایک دن حضرت ثوبان رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا اور رنج و غم کا اثر ظاہر ہو رہا تھا۔ رسول خدا ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا رنگ کس چیز نے بدل دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہ کوئی مرض اور تکلیف ہے بلکہ میرے دل میں آپ ﷺ کی محبت خود سے بھی زیادہ ہے ،بیوی اور بچوں سے بھی زیادہ اور مجھے آپ ﷺ سے ملنے کا دل کر رہا ہے آپ ﷺ کو دیکھے بغیر چین نہیں آتا اب مجھے یہ فکر کھا رہی ہے کہ آپ ﷺ جنت میں انبیاء کے ساتھ ہوں گے

اور پتہ نہیں کہ میرا کیا ہو گا آپ ﷺ کے دیدار کے بغیر میں کیسے صبر کروں گا۔ محمد ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ مندرجہ بالا آیات نازل ہوئیں پھر آپ ﷺ نے بشارت دی کہ جو نبی کی اطاعت کرے گا وہ جنت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہو گا۔[20]

یہی وجہ ہے کہ آخرت کے دن جب کفار کے چہرے دوزخ کی آگ سے جلیں گے اور سخت عذاب سے دوچار ہوں گے پھر وہ لوگ حسرت کریں گے کہ کاش وہ بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے جیسا کہ سورۃ احزاب میں ان کی حسرت کے بارے میں آتا ہے:

يَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِى النَّارِ يَقُوۡلُوۡنَ يٰلَيۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا[21]

اور جس دن ان کے چہرے آگ میں پلٹ جائیں گے کہیں گے وہ کاش ہم اللہ کی اطاعت کرتے اور رسول کی اطاعت کرتے

۔

چنانچہ کفار روز محشر اللہ کی اطاعت اور اطاعت رسول نہ کرنے کی تمنا کریں گے لیکن اس وقت ان کی حسرت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اطاعت کا وقت اللہ نے سب کو دنیا میں دیا ہے۔ آخرت میں ہر ایک کو اس کے کئے کی جزا و سزا مل جائے گی۔

اسی طرح آپ ﷺ کی مخالفت، آپ ﷺ کے دین میں بدعت لانا یا آپ ﷺ کی سنت کو بدلنا، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی بھی کام کرنے والے کو وعید سنائی ہے کہ وہ دین و دنیا دونوں میں ذلیل ہو گا۔ اللہ کا فرمان ہے:

فَلۡيَحۡذَرِ الَّذِيۡنَ يُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ يُصِيۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ[22]

پس ڈرنا چاہئے ان لوگوں کو جو رسول کے امر کی مخالفت کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں یا دردناک عذاب سے دوچار ہو جائیں۔

اسی طرح سورۃ التغابن میں اللہ پاک فرماتے ہیں:

وَ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ‌ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ[23]

اور اطاعت کرو اللہ اور رسول کی، اگر وہ پھر گئے سوائے اس کے نہیں کہ ہمارے رسول صاف صاف پہنچا دیں۔

اس آیت کا مفہوم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم تمہارے فائدے کے لیے ہے، جو رسول ﷺ کہیں اسے بغیر کسی حیل و حجت کے مان لینا ہے اور اللہ نے جو بھی قوانین نافذ کئے ہیں وہ سب اپنے بندوں کی بھلائی کے لیے ہیں، پہلی قومیں اسی لیے تباہ و برباد ہوئیں اور آج بھی جو گمراہ ہیں، وہ سب اسی لیے ہیں کہ انہوں نے قوانین الٰہی کی پابندی نہیں کی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر تم نے حکم عدولی کی تو یہ تمہاری ذمہ داری ہے، اس سے اللہ جلّ شانہ کو کوئی نقصان نہیں ہو گا، نہ اس کے رسول کو نقصان ہو گا۔[24]

رسول ﷺ کے متعلق یہ خیال ہو سکتا تھا کہ اگر ان کی بات نہ مانی گئی تو ان کے اجر و ثواب میں شاید فرق آئے۔ اس شبہ کے ازالہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سرکشی سے باز آجاؤ، ورنہ یہ تمہاری ذمہ داری ہو گی اور رسول اللہ ﷺ کی قدر و منزلت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔[25] کیوں کہ جتنا کام ان کے سپرد ہے وہ کرنا ہے، یعنی تمہارے ذمے صاف صاف اور واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دینا ہے اور وہ فرض رسول اللہ ﷺ نے ادا کر دیا ہے۔ جس کے بعد تم پر اللہ کی طرف سے حجت تمام ہو گئی۔ اس اتمام حجت کے بعد اب جو بے راہ روی اختیار کریں، وہ اس کے نتائج بھگتنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ کیوں کہ اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے جو کوئی بھی ہے اس کا اپنا نفع نقصان ہے، ہمارے رسول ﷺ کا اس سے کچھ نہیں بگڑتا ہے۔[26]

درج بالا آیات سے واضح ہوا کہ نبی ﷺ کا دوسرا حق آپ کی اطاعت ہے۔ رسول کو اللہ کا نبی ماننے کے ساتھ ساتھ اس کی کامل اطاعت کرنا بھی ضروری ہے۔ جب رسول پر ایمان لایا تو پھر زندگی میں اپنی پسند اور ناپسند کی من مانی نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ قرآن نے رسول اللہ کی سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی نصیحت کی ہے، رسول جس طرح واعظ اور ناصح ہے تو ایک واجب الاطاعت ہادی بھی ہیں۔

محمد ﷺ کی تعظیم و تکریم:

وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا[27]

تعظیم کا لفظ باب تفعیل کا مصدر ہے۔ اس کا مادہ اصلیہ عظم ہے۔ امام راغب اصفہانی نے اس لفظ کے جو لغوی مفاہیم بیان کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

عظم کے معنی ہڈی کے ہیں اس کی جمع عظام ہے قرآن مجید میں ہے: "فکسونا العظام لحما" (المؤمنون 14:23) (پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا) "عظمۃ الذراع" بازو کے موٹے حصے کو کہتے ہیں اور عظم الرحل بغیر تنگی کے پالان کی لکڑی کو کہا جاتا ہے۔ "عظم الشيء" دراصل کسی چیز ہڈی کے بڑا ہونے کو کہتے ہیں اور مجازاً اس کا اطلاق ہر چیز کے بڑا ہونے پر ہوتا ہے۔ خواہ وہ چیز حسی ہو یا عقلی۔ مادی ہو یا مصنوعی۔ عظیم کا لفظ جب اجسام کے متعلق استعمال ہوتا ہے تو ایسے جسم کے متعلق بولا جاتا ہے جس کے اجزاء متصل ہوں۔ مگر اس کے مقابل کثیر کا لفظ افراد پر بولا جاتا ہے جو ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ مگر کبھی عظیم کا لفظ بھی افراد کثیر پر بولا جاتا ہے۔ جیسے جیش عظیم۔ بھاری لشکر اور مال عظیم زیادہ مال کو کہا جاتا ہے اس صورت میں عظیم کا معنی کثیر ہے اور بڑے حادثہ کو بھی عظیمہ کہا جاتا ہے۔[28]

اس سے معلوم ہوا کہ اس مادہ میں بڑے ہونے اور باوقار ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ "عظم الشيء" کا معنی ہے کوئی چیز بڑی ہوگئی اور "عظم الرجل" کا معنی ہے کہ وہ آدمی شاندار ہو گیا۔ "عظمہ" کا معنی ہے اس نے اسے بڑا بنایا، شاندار بنایا۔ اسے بڑا درجہ دیا یا اس کا احترام کیا۔ اسی مادہ سے "العظمۃ" کا لفظ مشتق ہے۔ جس کا معنی شان و شوکت، وقار، بڑائی اور اہمیت وغیرہ ہے اور العظمۃ الکاذبۃ کا لفظ بناوٹی شان و شوکت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاح میں یہ لفظ کسی کا احترام کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ کسی کی عزت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کسی بڑی شخصیت کو عزت دینے اور احترام کرنے کے لیے تعظیم کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

توقیر کا لفظ بھی باب تفعیل کا مصدر ہے۔ اس کا اصلی مادہ وقر ہے جس میں سنجیدہ ہونے، باوقار ہونے اور بردبار ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ وقر فلان وقارا و قرۃ کا معنی ہے: وہ سنجیدہ ہوا، باوقار ہوا یا بردبار ہوا۔ وقر الشيء في قلبہ کا معنی ہے کہ کوئی چیز اس کے دل میں بیٹھ گئی۔ وقر فلانا کا مطلب ہے کسی کو سنجیدہ اور باوقار بنایا یا اس کی تعظیم و تکریم بجالانا۔ کبھی یہ لفظ کسی میں کوئی پختگی پیدا کرے یا اس میں کوئی علامت پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وقر الاسفار فلانا کہ اسفار نے اسے پختہ کار اور مشتاق بنادیا اور وقر الشيء کا مطلب ہے کہ اس نے کسی چیز میں اپنے نشانات پیدا کئے۔

اگرچہ یہ لفظ اور معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن اس کا زیادہ استعمال انہی مفاہیم میں ہوتا ہے اور اصطلاح میں یہ لفظ کسی کی تعظیم و تکریم اور احترام بجالانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

حقوق الرسول میں سے تعظیم و توقیر بھی ایک اہم حق ہے، یعنی آپ ﷺ کا ادب کیا جائے اور قولی یا عملی طور پر کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو آپ کی عزت و احترام کے منافی ہو۔ آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر میں ہر اس چیز کا ادب و احترام بھی شامل ہے جس کا آپ ﷺ کے ساتھ کوئی بھی تعلق ہو۔ جیسے آپ ﷺ کا لایا ہوا دین، آپ ﷺ کے صحابہ و اہل بیت اور آپ ﷺ کا وطن وغیرہ۔

عزت وتوقیر کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آپ ﷺ کی عزت و توقیر اور نصرت و مدد کا حکم دے کر فرمایا:

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا[29]

تا کہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر، اور اس کی عزت و توقیر کرو اور اس کی تسبیح بیان کرو صبح وشام۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ قال ابن عباس وغيره واحد يعظموه (تُوَقِّرُوْهُ) من التوقير وهو الاحترام والاجلال والاعظام[30] و تعزره کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی تعظیم بجالاؤ اور توقروہ کا لفظ توقیر سے مشتق ہے جس کا معنی احترام ،اجلال اور کسی کی تعظیم بجالانا ہوتا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے بارگاہ رسالت کی تعظیم و توقیر بجالانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ[31]

اے ایمان والو! راعنا مت کہو اور انظرنا اور اسمعوا کہو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہیں۔

چونکہ اس لفظ کی آڑ میں یہود نے حضور اکرم ﷺ کی توہین کا ایک پہلو نکال لیا تھا کہ "راعنا" کے لفظ کا لغوی معنی تو یہی ہے کہ آپ ہماری رعایت فرمائیے لیکن لغت یہود میں یہ لفظ ایک برے معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ انہوں نے اسے برے معنی کا ارادہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی بارگاہ میں بولنا شروع کردیا۔

ادب مصطفیٰ میں اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہنا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا[32]

جو لوگ داعی اسلام کے ہاتھ میں اتباع و بیعت کا ہاتھ دیتے ہیں تو ان کے ہاتھ پر اس کا داعی اسلام کا ہاتھ نہیں ہوتا بلکہ دراصل خدا کا ہاتھ ہوتا ہے پھر جو عہد شکنی کرے گا تو وہ اپنے ہی برے کو عہد شکنی کرے گا اور جو اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے تو اللہ اسے بہت بڑا اجر عطاء فرمائے گا۔

حضورِ اکرم ﷺ کو نام سے پکارنے کی ممانعت:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ[33]

رسول کے بلاوے کو اس طرح نہیں سمجھو جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو، تحقیق اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو چھپ کر کھسک جاتے ہیں پس ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو مصیبت پہنچے یا دردناک عذاب میں مبتلا ہو جائے۔

اللہ رب العالمین نے لوگوں کو نام محمد ﷺ کو اپنے نام یا کنیت کی طرح پکارنے سے منع کیا بلکہ خطاب نام سے پکارنے کی تاکید کی ہے جیسا کہ یارسول اللہ اور یانبی اللہ، خود اللہ پاک نے قرآن کریم میں القابات اور خطابی ناموں سے ذکر کیا ہے۔ جیسے یاایھا النبی، یاایھا المدثر، یاایھا المزمل۔ اسی طرح آپ ﷺ کی تعظیم و احترام کے معاملے میں عام لوگوں کو آپ ﷺ سے آگے بڑھنے یا آپ ﷺ کے سامنے آگے آگے ہونے سے بھی منع فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ [34]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر سبقت لینے سے منع فرمایا، ہر کام اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے حکم کے ماتحت سرانجام دینا چاہیے۔ اسی طرح نبی پاک ﷺ کا ادب و لحاظ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آپ ﷺ کو اونچی آواز سے پکارنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ اس میں آپ ﷺ کے ادب کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے اور مسلمانوں کو یہ ادب بھی سکھایا گیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے بلند آواز سے باتیں نہیں کرو چاہے وہ آپس میں بات ہو یا نبی ﷺ سے، آہستہ بات کرو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایُّهَاالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ [35]

اے مسلمانو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہیں کرو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ پاک نے مطلقاً لوگوں کی آواز کو رسول کی آواز سے بلند کرنے کو منع کیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بات کرنے سے رسول اللہ ﷺ کو اذیت ہوتی ہے۔ اس لیے اس سے منع کیا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے اعمال سے بچنا چاہیے کیونکہ حضور ﷺ کو تکلیف دینا کفر تک پہنچا تا ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ بے تکلفی سے بھی منع کیا ہے یعنی انہیں عام بندوں کی طرح نہیں سمجھنا جس طرح کہ عام لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بے تکلفی سے بات کرتے ہیں، زور زور سے بولتے ہیں، ایک دوسرے کا لحاظ نہیں کرتے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ [36]

اور نہ زور سے بات کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے زور سے بات کرتے ہو۔

جس طرح حضور اقدس ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو بلند آواز سے بات کرنے سے منع کیا ہے اسی طرح آپ ﷺ کے حضور اپنی آواز کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے پست رکھنے کا حکم دیا گیا ہے فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ [37]

اسی طرح سورۃ الحجرات میں آداب رسول سکھاتے ہوئے اللہ پاک نے مسلمانوں کو اس چیز سے بھی منع کیا ہے کہ رسول ﷺ کو حجروں کے باہر سے مت پکارو، جب وہ اپنے حجرے سے باہر آجاتے ہیں پھر تسلی کے ساتھ ان سے بات کرو۔ جیسا کہ اللہ پاک مسلمانوں کو آداب سکھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يُنَادُوۡنَكَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ [38]

آیت مبارکہ کا شان نزول:

ایک دفعہ بنو تمیم کے کچھ لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوئے، آپ ﷺ حجرہ مبارکہ میں تشریف رکھتے تھے وہ حجرہ کی دیواروں کے پیچھے ہی سے پکارنے لگے "یا محمد" اور ایک روایت میں یا رسول اللہ اخرج الینا (اے محمد! باہر آیئے) بلاشبہ یہ ان کی بے عقلی اور بے تمیزی تھی ان کو حضور ﷺ کے مرتبہ کا لحاظ کرنا چاہیے تھا اور یہ بھی سوچنا چاہیے تھا کہ ممکن ہے کہ اس وقت آپ ﷺ پر اللہ کی وحی اُتر رہی ہو یا کسی اہم کام میں مشغول ہوں۔ آپ ﷺ پر تو امت کے تمام امور کی ذمہ داری تھی اور آپ ﷺ کی ذات اقدس ان کے دنیوی و دینی امور کا مرکز اور ملجاء تھی، آپ ﷺ تو ہر لحہ ذہنی اور فکری مشغولیت کے علاوہ اپنے دیگر معمولات میں منہمک و مصروف رہتے تھے، پھر یہ طریقہ بے ادبی کا بھی ہے۔ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ صبر کیا جائے اور جب آپ ﷺ باہر تشریف لائیں تو اس وقت اپنا

مدعا پیش کیا جائے، اس ادب اور رسول خدا کی تعظیم و توقیر کی تعلیم کے ساتھ یہ فرما دیا گیا کہ جو غلطی اور تقصیر نادانستگی سے پیش آئی اللہ اس کو معاف فرمانے والا ہے اس وجہ سے یہ چاہیے کہ اپنی تقصیر پر نادم ہوں اور آئندہ پھر کبھی ایسی چیز کا ارتکاب نہ کریں۔[39]

اللہ پاک نے مسلمانوں کو یہ تنبیہ بھی فرمائی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اپنے حجرے کے سامنے نہیں ملتے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ انتظار کریں صبر کریں رسول ﷺ کے باہر آنے کا، کیوں کہ اس میں لوگوں کی بھلائی ہے ان کے لیے خیر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اس عزت کے باعث اللہ پاک ایسے لوگوں کو بہت سی نعمتوں اور اجر سے نوازے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَوۡ اَنَّہُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡہِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ[40]

اور اگر وہ صبر کرتے جب تم ان کے لئے نکلتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔

حضرت محمد ﷺ کی عزت و تعظیم اور ادب و توقیر قرآن حکیم کی رو سے امت مسلمہ پر فرض ہے، اس لئے ہر لمحہ آداب کا لحاظ رکھنے کا حکم کیا گیا ہے۔ رسول کو اس طرح پکارنے سے منع کیا جس طرح وہ روزمرہ زندگی میں ایک دوسرے کو نام سے بلند آواز سے پکارتے ہیں، نبی ﷺ کی شان میں ایسا بلانا بے ادبی ہے۔ اسی طرح اللہ پاک نے اس بات کی تاکید بھی کی ہے کہ رسول ﷺ کے ساتھ نرم اور ملائم لہجے میں بات کرے کیونکہ اونچی آواز سے اور بالجھر سے آپ ﷺ کو پکارنا ایک ایسا عمل ہے جو نہ صرف ادب و احترام رسول اللہ ﷺ کے منافی ہے بلکہ کفر تک بھی پہنچاتا ہے۔ جس کی وجہ سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور ہر وہ چیز جس کی وجہ سے حبط اعمال کا اندیشہ و خدشہ ہو اس کو چھوڑنا اور ترک کرنا واجب ہے تاکہ کہیں بے خبری و لاعلمی میں اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ ارشا باری تعالیٰ ہے:

اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ[41]

ایسا نہ ہو کہ ضائع ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

ادب مصطفیٰ ﷺ کے حامل کی جزاء:

جو شخص ادب مصطفیٰ ﷺ کا حامل ہو گا تو اس کی جزاء کیا ہو گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ[42]

جو لوگ اللہ کے رسول کے سامنے اپنی آواز پست رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کے تقویٰ کا امتحان اللہ نے لیا ہے ،ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

تقویٰ اللہ کا جوہر توحید اور کمال توحید ہے ۔ فرمایا جو ادب بجالاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دل توحید کے لیے چن لیتا ہے۔ توحید کا نور صرف ان دلوں کو نصیب ہوتا ہے جو ادب مصطفیٰ کے حامل ہوں۔ ادب مصطفیٰ ﷺ میں سے اللہ پاک نے مسلمانوں کو یہ ادب بھی سکھایا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی میں بات کرنے لگو تو صدقہ خیرات دیا کرو، جیسا کہ قرآن میں اللہ پاک فرماتے ہیں:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَاجَیۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىکُمۡ صَدَقَۃً ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ وَ اَطۡہَرُ ؕ فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ[43]

اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرنا چاہو رسول سے پس اس سے پہلے صدقہ دیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے پھر اگر تم نہیں پا سکو تو بیشک اللہ بخشنے والا اور رحیم ہے۔

نبی کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم کے تناظر میں قاض عیاض رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے:

صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حد درجہ اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری نظروں میں کوئی شخصیت نبی کریم ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھی اور نہ ہی آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی مکرم اور صاحب مرتبہ تھا۔ آپ ﷺ کے رعب اور دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ میری کبھی یہ جرات نہ ہوئی کہ میں آپ ﷺ کو نظر بھر کے دیکھ سکتا۔ میں کوشش کے باوجود یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کر سکوں کیونکہ مجھے یہ جرات ہی نہ ہوتی تھی کہ میں آنکھ بھر کے آپ ﷺ کا دیدار کر سکوں۔ جب نبی کریم ﷺ باہر تشریف لاتے۔ صحابہ کرام تشریف فرما ہوتے تو حاضرین کی نظریں نیچی رہتیں اور کسی کو آپ ﷺ کی طرف آنکھ بھر کے دیکھنے کی جرات نہ ہوتی۔ صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی طرف دیکھتے۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی طرف دیکھ کر مسکراتے اور حضور اکرم ﷺ انہیں دیکھ کے مسکراتے۔

قاضی عیاض اسی بحث میں فرماتے ہیں:

واعلم ان حرمة النبی بعد موته و تعظيمه و توقيره لازم كما كان حال حياته[44]

اور جان لیجئے کہ نبی کریم ﷺ کا احترام اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر آپ کی وفات کے بعد بھی ایسی ہی لازم ہے جیسے آپ کی ظاہری زندگی میں تھی۔

ادب و تعظیم یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کو اپنے عمل میں لائیں اور زبان و جسم سے امور تعظیم کا لحاظ رکھے جیسے آپ ﷺ کا نام مبارک سننے سے ان پر درود پاک پڑھے۔ قبر مبارک کے سامنے ہو تو سر جھکا کے ان پر درود و سلام پیش کرے۔

ادب و تعظیم کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور نبی کریم ﷺ کے لئے ہی محبت و نفرت رکھے۔ کفار کے سائے سے بھی دور رہے اور اگر کسی کو بارگاہِ نبوی ﷺ میں ادنی سی گستاخی کا مرتکب دیکھے تو اگرچہ وہ باپ یا استاد یا پیر یا عالم ہو یا دنیوی وجاہت والا کوئی شخص، اُسے اپنے دل و دماغ سے ایسے نکال باہر پھینکے جیسے مکھن سے بال اور دودھ سے مکھی کو باہر پھینکا جاتا ہے۔

نتائج:

اس تحقیقی کام سے قرآن میں رسول اللہ ﷺ کے بیان کئے ہوئے حقوق کی نشاندہی کی گئی۔ امت محمدیہ پر آپ ﷺ کے بہت سے حقوق ہیں مگر یہاں پہ صرف ان عملی حقوق کا تذکرہ کیا گیا جن کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دین اسلام اور امت محمدیہ کے لئے بہت سی تکالیف برداشت کی ہیں۔ اس لئے امت پر آپ ﷺ کے بہت سے حقوق ہیں جس طرح بندوں پر اللہ کا حق ہے اسی طرح ہمارے آقا محمد ﷺ کا بھی ہم سب پر حق ہے کہ ان کی تمام باتوں پر پختہ یقین رکھیں، اس طرح کہ کسی بات میں بھی کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔ جس طرح اللہ کی اطاعت لازمی اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی بھی لازمی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہم پر بہت سے احسانات کئے۔ نبی اکرم ﷺ کی عزت کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ اگرچہ وہ اب ہم میں نہیں رہے مگر ان کی غیر موجودگی میں ان کے نام سننے پر درود پڑھنا ہم پر واجب ہے، اسی طرح روضہ رسول پر جا کر بلند آواز سلام سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ان کی عزت کرنا ہم سب پر فرض ہے۔

حوالہ جات:

1 سورۃ التغابن64:12-

2 الافریقی، ابن منظور، **لسان العرب**، (بیروت: دار صادر، 1300ھ)، فصل الطاء من باب العین-

3 اندلسی، محمد علی بن احمد سعید، **الاحکام فی اصول الاحکام**، (بیروت: دار ابن حزم، 2016ء)، 91/1-

4 محمد شفیع، مفتی، **معارف القرآن**، (کراچی: ادارۃ لمعارف، 2008ء)، 177/2-178-

5 سورۃ النساء4:64-

6 سورۃ النساء4:80-

7 البغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود، **معالم التنزیل**، (ریاض: دار طیبہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الرابعۃ، 1997ء)، 252/2-

8 بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، **الجامع الصحیح بخاری**، (ریاض: دار طیبہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الرابعۃ)، کتاب الجهاد، باب قول الله تعالیٰ: اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم، رقم الحدیث: 7281-

9 سورۃ الحشر59:7-

10 القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، **الجامع لاحکام القرآن**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2003ء)، 17/8-

11 تبریزی، محمد بن عبد اللہ خطیب، **مشکوٰۃ المصابیح**، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ ن)، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 167-

12 سورۃ النساء04:65-

13 بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، **الجامع الصحیح بخاری**، (ریاض: دار طیبہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الرابعۃ)، کتاب الاعتصام بالکتاب و السنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ، رقم الحدیث: 7280-

14 سورۃ النساء04:59-

15 سورۃ النور24:54-

16 سورۃ آل عمران03:132-

17 سورۃ التوبۃ09:71-

18 سورۃ النور24:52-

19 سورۃ النساء04:69-

20 البغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود، **معالم التنزیل**، (ریاض: دار طیبہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الرابعۃ، 1997ء)، 450/1-

21 سورۃ الاحزاب33:66-

22 سورۃ النور24:63-

23 سورۃ التغابن64:12-

24 محمد شفیع، مفتی، **معارف القرآن**، (کراچی: ادارۃ لمعارف، 2008ء)، 230/3-

25 ایضاً

26 اصلاحی، امین احسن، مولانا، **تدبر قرآن**، (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2009)، 592/2-

27 سورۃ الفتح48:09-

28 اصفہانی، راغب، الحسین بن محمد، ابو القاسم، **المفردات فی غریب القرآن**، (بیروت: دار المعرفۃ)، مادہ عظم-

29 سورۃ الفتح48:09-

30 ابن کثیر، ابولفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القریشی الدمشقی، **تفسیر القرآن العظیم**،(ریاض: دار طیبۃ للنشر والتوزیع،1997ء)،329/7-
31 سورۃ البقرہ104:02-
32 سورۃ الفتح10:48-
33 سورۃ النور63:24-
34 سورۃ الحجرات01:49-
35 ایضاً01:49-
36 ایضاً02:49-
37 ایضاً03:49-
38 ایضاً04:49-
39 کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، **تفسیر معارف القرآن**،(لاہور: مکتبہ المعارف،1419ھ)،490/7-
40 سورۃ الحجرات05:49-
41 سورۃ الحجرات02:49-
42 سورۃ الحجرات03:49-
43 سورۃ المجادلہ12:58-
44 عیاض، ابوفضل عیاض بن موسیٰ، قاضی، **الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ**،(قاہرہ: دار الحدیث،2003ء)،35/2-